تذکرہ

حضرت الحاج شاہ حافظ عبدالرشید رائے پوریؒ

جس میں حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ (خلیفہ وخادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ) کی زندگی کے تابندہ نقوش اور ان کی دینی، دعوتی واصلاحی خدمات اور ان کے کارناموں اور معاصرین کے تأثرات کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہے۔

تالیف

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور

ناشر

حافظ عبدالرشید رائے پوری چیریٹی ٹرسٹ، رائے پور، سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات ٹرسٹ..........................(۴)

نام کتاب: تذکرہ حضرت الحاج شاہ حافظ عبدالرشید رائے پوریؒ

تالیف: مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی **9719831058**

صفحات: ۴۰/

تعداد: ۱۱۰۰/

قیمت: ۱۰/روپے

سن اشاعت: ۱۴۳۴ھ م ۲۰۱۳ء

باہتمام

الحاج عتیق احمد صاحب ناظم مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور

فون: Mob:09410687650,9639789186

ناشر

حافظ عبدالرشید رائے پوری چیریٹی ٹرسٹ، رائے پور، سہارنپور (یوپی)

ملنے کے پتے

☆ مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد سہارنپور ☆ کتب خانہ یحیوی سہارنپور

☆ دار الکتاب، دیوبند سہارنپور (یوپی) ☆ مکتبہ ندویہ، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ اتحاد بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور ☆ الفرقان نیا گاؤں مغربی (نظیر آباد) لکھنؤ

فہرست

عرض ناشر — الحاج عتیق احمد صاحب ۶

پیش لفظ — محمد مسعود عزیزی ندوی ۷

تمہید ۸

پیدائش اور نام ونسب ۹

آپ کے والد ماجد حضرت ملا عبدالعزیز صاحب ۱۰

حافظ صاحب کی تعلیم وتربیت ۱۱

شادی خانہ آبادی ۱۲

حضرت رائے پوری سے تعلق اور ان کی خدمت .... //

اجازت وخلافت ۱۳

سب سے پہلی بیعت ۱۴

حضرت شاہ صاحب کا آخری زمانہ، حافظ صاحب کا کپڑا پکڑنا اور بیعت کرانا //

شاہ صاحب کے زمانہ میں حافظ صاحب کے دعوتی سفر ۱۵

پہاڑوں کے دعوتی سفر .... //

پنجاب وہریانہ کے شمالی حصہ کا دورہ اور لوگوں کے ایمان کی تجدید ۱۶

مختلف مقامات کے دعوتی سفر ۱۶

حج بیت اللہ ۱۷

زندگی کی مشغولیات وخصوصیات .... //

نصیحت وتربیت کا خاص انداز ۱۹

غیر مسلموں کے ساتھ رواداری .... //

جنات سے تعلق .... //

گھر والوں کے ساتھ آپ کا معاملہ ۲۰

محبت الٰہی ومحبت رسول اور عشق صحابہ .... //

راقم پر حضرت کی شفقتیں ۲۱

اوصاف وخصائل ۲۲

اصلاحی ودینی کارنامے ۲۳

علالت اور وفات ۲۴

باقیات الصالحات ۲۵

معاصرین کے تأثرات ۲۷

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ .... //

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ ۲۸

داعی الی اللہ حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی مدظلہ ۲۹

حضرت صوفی انیس صاحب اعظمیؒ ۳۱

مفسر قرآن حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی مدظلہ .... //

ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسار پوری مدظلہ ۳۲

عملیات قرآنی اور مجربات رشیدی ۳۴

ایمان پر خاتمہ .... //

جنت میں حضور کی معیت .... //

گندے خیالات سے بچنے کے لئے ۳۵

پنج گانہ کے بعد پڑھنے کی سورتیں .... //

دس قرآن کا ثواب .... //

چوری نہ ہونے کے لئے اگر ہو جائے تو .... //

دشمن کو مغلوب کرنے کے لیے ۳۶

دشمن کے شر سے بچنے کے لئے .... //

روزی کی برکت کے لئے .... //

پریشانی دور کرنے کے لئے .... //

قرض یا مقدمہ سے برأت کے لئے ۳۷

جادو کے لئے خاص .... //

آسیب اور اثرات کو ختم کرنے کے لیے .... //

صبح و شام کی تین تسبیحات ۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

ہمارے جد امجد حضرت الحاج شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ (خلیفہ و خادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ) کے حالات وخدمات اور کارناموں پر ہمارے ایک عزیز مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد سہارنپور کی ایک کتاب ''حیات عبدالرشید'' کے نام سے ہے، جو پہلی مرتبہ اپریل ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی تھی، اس کا دوسرا ایڈیشن فروری ۲۰۱۲ء میں چھپا تھا، جو ماشاء اللہ بہت مقبول ہوا، اور لوگوں نے اس کی پذیرائی کی، ایک روز حضرت جد امجد سے متعلق مفتی صاحب موصوف کا پیش نظر مقالہ میرے سامنے آیا، جو مختصر ہونے کی وجہ سے مجھے بہت پسند آیا، اس لئے موصوف سے میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس مضمون کو اگر الگ سے کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے، تو بہت مفید ہوگا، موصوف محترم نے قبول کیا اور اس کی تنقیح و تہذیب کر کے اس کو قابل طباعت بنایا۔

چنانچہ اب یہ رسالہ حضرت دادا جان کی طرف منسوب ٹرسٹ ''حافظ عبدالرشید رائے پوری چیریٹی ٹرسٹ'' کی طرف سے عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری کی زیر پرستی شائع کیا جا رہا ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے، اور اس کے فیض کو عام فرمائے۔ والسلام

عتیق احمد

ناظم مدرسہ فیض ہدایت در گلزار رحیمی خانقاہ رائے پور

۲۹ محرم ۱۴۳۴ھ

۱۴ دسمبر ۲۰۱۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

بزرگوں کے حالات پر چھوٹے چھوٹے رسائل مفید ہوا کرتے ہیں، ان کو خریدنا اور پڑھنا آسان ہوتا ہے، پھر ان کے اندر جو مواد، پیغام اور اسپرٹ ہوتی ہے، وہ بھی زوداثر ہوا کرتی ہے، اس لئے اس طرح کے رسائل کا عام سلسلہ ہے۔

پیش نظر رسالہ راقم کا وہ مضمون ہے، جو ۲۴؍جون ۲۰۱۰ء کو ہتھنی کنڈ ضلع یمنا نگر (ہریانہ) میں ہونے والے سیمینار بعنوان ''خانقاہ رائے پور، امتیازات وخدمات اور اس کی نمایاں شخصیات'' میں پڑھا گیا تھا، اور ماہنامہ نقوش اسلام جولائی ۲۰۱۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا، پھر یہ راقم کی کتاب ''چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید'' میں بھی شائع ہوا، ابھی اس مضمون کی ایک کاپی الحاج عتیق صاحب ناظم مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور کو مل گئی، انہوں نے اس کو پسند کیا، اور اس کو الگ سے کتابچہ کی شکل میں شائع کرنے کا اظہار کیا، چنانچہ راقم نے بھی اس خیال سے اتفاق کیا، اور اس کا نام ''تذکرہ حضرت الحاج شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری'' تجویز کیا، اور اس کی طباعت کا پروگرام بنایا، یہ دراصل راقم کی کتاب ''حیات عبدالرشید'' کی تلخیص ہے، جس کا ابھی فروری ۲۰۱۲ء میں دوسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے، اور جو ۳۴۴؍صفحات پر مشتمل ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے اور جس مقصد کیلئے اس کی اشاعت کی جارہی ہے، اس میں کامیابی عطا فرمائے۔ والسلام

۲۸؍محرم ۱۴۳۴ھ — محمد مسعود عزیزی ندوی

۱۳؍دسمبر ۲۰۱۲ء بروز جمعرات — رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ حضرت الحاج شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ

تمہید

اللہ تعالی کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ ہر دور اور ہر زمانے میں ایسے نفوس قدسیہ، اصحاب قلوب، اصحاب دعوت وعزیمت، اہل اللہ، اصفیاء واتقیاء، مقبولین بارگاہ الٰہی، مجاہدین فی سبیل اللہ، مجتہدین فی الدین والعلم، اساتذہ کاملین، مجددین ومصلحین، مصنفین وکبار محققین، صاحب ایثار وزہد ومجاہدہ، عارفین ومشائخ اور علماء ربانی پیدا کرتا رہا ہے، جو انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم کی طرح دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں، اور زندگی کے مختلف شعبوں، عبادات، معاملات، معاشرت وغیرہ کے متعلق اللہ ورسول کے احکام امت کو بتلاتے اور حلال وحرام کے بارے میں ان کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، جن کی فکر وتوجہ کا خاص نشانہ اور موضوع قلوب کا اللہ تعالی کے ساتھ وہ ربط وتعلق ہونا ہے، جس کو کتاب وسنت کی زبان میں اخلاص واحسان کہا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی نے بیسویں صدی عیسوی کے شروع میں بھی ایسی ہی ایک شخصیت، داعی الی اللہ، ناشر رشد وہدایت حضرت الحاج شاہ حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ کو

پیدا فرمایا، جن کی تربیت وقت کی مشہور شخصیت عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کی آغوش میں ہوئی، اس مضمون میں حضرت حافظ صاحب کے مختصر حالات زندگی اور ان کی دینی وروحانی خدمات پر روشنی ڈالی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنے پاک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پیدائش اور نام ونسب

حضرت الحاج حافظ عبدالرشید صاحب حضرت ملاجی عبدالعزیز صاحب رائے پوریؒ (خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ) کے گھر میں ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے، حضرت حافظ عبدالرشید صاحب بن حضرت ملاجی عبدالعزیز صاحب بن فوجدار خان بن محمد یار خاں بن محمد رستم خان بن غلام مرتضی خان بن محمد مہتاب خان بن محمد وہاب خان بن بھیکن خان بن راؤ بہادر خان بن غازی خان بن ہمت خان بن شیخ چند خان۔

اس طرح حضرت حافظ صاحب شیخ چند کی بارہویں پشت میں پیدا ہوئے، شیخ چند اور ٹیک چند دو حقیقی بھائی تھے، ٹیک چند غیر مسلم ہی رہا، البتہ شیخ چند نے (۱۴۲۲ بکرمی سمت) ۱۳۶۵ء مطابق ۷۶۶ھ میں مذہب اسلام قبول کرلیا تھا، رائے پور(۱) کا

(۱) رائے پور شہر سہارنپور سے بجانب شمال ۳۶ رکلومیٹر پر واقع ہے، سہارنپور سے چکروتہ کو جو پختہ سڑک جاتی ہے اس کے ۳۰ رکلومیٹر سے گندیوڑ کے پل سے جانب شمال ۶ رکلومیٹر پر رائے پور کی بستی آتی ہے، یہ مسلمان راجپوتوں اور مسلمان شرفاء کی بستی ہے، نواب زادہ لیاقت علی خان کا ننہال یہیں تھا، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قدس اللہ سرہ بھی یہیں کے نواسے تھے، اور اپنے وطن تیگری (انبالہ) سے آپ یہاں منتقل ہوگئے تھے اور اسی کو آپ کے روحانی فیوض کا مرکز اور مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی اس بستی کو اپنا مستقر اصلی بنالیا تھا، اسی طرح حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کا وطن ولادت بھی یہی مبارک بستی ہے۔

5

راجپوت خاندان شیخ چند ہی کی اولاد ہے۔

آپ کے والد ماجد حضرت ملا عبدالعزیز صاحب

حضرت حافظ صاحب کے والد ماجد حضرت ملاجی عبدالعزیز صاحب حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ (م ۱۹۱۹ء) کے سب سے بڑے معاون اور آپ کے اجل خلفاء میں سے تھے، حضرت شاہ صاحب کے مجاہدوں کے زمانہ میں بھی ساتھ رہے، سفر حج میں بھی ساتھ گئے، اس طرح سے تقریباً چالیس سال حضرت شاہ صاحب کے ساتھ رہے ہیں، اور تحریک شیخ الہند کے خزانچی بھی رہے ہیں، حضرت ملاجی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب کے زمانے میں خانقاہ رائے پور کے اس کمرے میں رہے، جہاں اس وقت خانقاہ اور مدرسے کا دفتر ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے جو مدرسہ ۱۳۰۸ھ میں خانقاہ میں قائم کیا تھا، حضرت شاہ صاحب کی وفات کے بعد ختم ہوگیا تھا، حضرت ملاجی نے اس کو از سر نو شروع کیا، اور تیرہ سال تک مدرسے کے کاموں کو بحسن وخوبی انجام دیا(۱) حضرت ملاجی نے حضرت شاہ صاحب کے حکم سے بہت سی جگہوں پر دینی مدارس بھی قائم فرمائے، اور دوسری دینی وروحانی خدمات بھی انجام دیں، حضرت ملاجی کی طبیعت میں نرمی، اور بے انتہا صبر وتحمل تھا، نورانی چہرہ کی وجہ سے بہت پر وقار اور بڑے ذی

(۱) حضرت ملاجی کے بعد مولانا اشفاق صاحب مدرسہ کے ذمہ دار بنے، حضرت مولانا علی میاں صاحب نے لکھا ہے کہ اس کے بعد مدرسہ کا اہتمام مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نومسلم کے سپرد رہا، ۱۴۰۵ھ م ۱۹۸۴ء سے حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب اس کے ذمہ دار ہیں، مگر عملاً حضرت مفتی صاحب کے داماد الحاج عتیق احمد صاحب ناظم ہیں۔

وجاہت معلوم ہوتے تھے، نماز میں حد درجہ خشوع وخضوع تھا، غرضیکہ حضرت ملاجی کے بہت اونچے حالات تھے، فنافی اللہ وفنافی الرسول کے درجہ پر فائز تھے، بلکہ وہ تو رسول نما بزرگ تھے، جب وفات ہوئی تو حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت ملاجی کے یہاں ایک ہی صاحبزادے حضرت حافظ صاحب ہوئے۔

حافظ صاحب کی تعلیم وتربیت

حضرت حافظ صاحب نے جب ہوش سنبھالا، کچھ وقت کھیل کود میں گزارا، پھر جلد ہی آپ کو پڑھنے کے لیے بٹھا دیا گیا، چنانچہ آپ نے قاعدہ نورانی خرد وکلاں میاں ظہور علی صاحب پرتاب پوری ضلع بلند شہر سے پڑھا، اور پارۂ عم حافظ سعادت علی نوشیرواں ضلع سہارنپور سے پڑھا، ختم قرآن شریف حافظ الٰہی بخش نابینا کے پاس کیا اور کچھ دینیات کی ابتدائی کتابیں پڑھی، اس کے بعد اپنے والد صاحب سے متعدد کتابیں پڑھیں اور تعلیم مکمل کی، اگرچہ آپ کسی مدرسے کے مستند عالم نہیں تھے، مگر والد صاحب کی توجہ اور حضرت رائے پوری جیسے شیخ کامل کی صحبت نے آپ کو ایسا بنا دیا کہ اللہ نے آپ سے وہ کام لئے جو بڑے متبحر مجاہد وعالم سے لیتا ہے۔

شادی خانہ آبادی

حضرت حافظ صاحب کی شادی غالباً ۱۹۳۲ء میں ۲۲ رسال کی عمر میں موضع کلانور ضلع روہتک، پنجاب (موجودہ ہریانہ) میں عبدالرزاق خان کی بڑی لڑکی سکینہ بیگم سے ہوئی، نکاح کلانور کی مسجد کے امام صاحب نے پڑھایا۔

حضرت رائے پوری سے تعلق اوران کی خدمت

حضرت ملاجی کی وجہ سے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب حضرت حافظ صاحب کو خوب چاہتے تھے، مگر حضرت حافظ صاحب کی طبیعت زیادہ اس طرف نہیں جاتی تھی، ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے مولانا احمد الدین صاحب(۱) پنجابی سے فرمایا کہ ”عبدالرشید اگر بدل جائے تو بہت دین کا کام کرے گا“۔

اسی طرح ایک مرتبہ فجر بعد جب حضرت شاہ صاحب ٹہل کر آئے، تو حضرت ملاجی نے حضرت شاہ صاحب کی بغل بھر کر اور رو کر فرمایا کہ ”عبدالرشید کا خیال رکھئے“ اس طرح والد صاحب کی چاہت اور حضرت شاہ صاحب کی توجہ سے حضرت حافظ صاحب کی طبیعت بدل گئی، اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کی خدمت میں خانقاہ میں خوب آنا جانا شروع کردیا، یہاں تک کہ تنہائی میں بھی حضرت کے پاس رہنے کا موقع ملنے لگا۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب نے رات میں فرمایا کہ ”عبدالرشید توبہ تو کرلو!“ بس اسی وقت حضرت شاہ صاحب کے ہاتھوں پر بیعت کی، اور سلوک وطریقت کے منازل طے کرنے شروع کردئے، جب یہ بات پیدا ہوگئی، تو حضرت شاہ صاحب نے توجہ کم کردی، تاکہ حضرت حافظ صاحب کے اندر طلب صادق پیدا ہو، مگر اب تو

---

(۱) مولانا احمد الدین صاحب رائے پور گوجراں ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے، آپ کے والد ماجد مولانا بخش اور چچا مولانا فضل احمد رائے پوری، حضرت شاہ عبدالقادر کے ہم سبق تھے، مولانا فضل احمد کو حضرت شاہ صاحب سے خلافت واجازت حاصل تھی، مولانا احمد الدین صاحب کی وفات ۱۳۵۹ھ م ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔

تار جڑ چکے تھے، اس لیے تعلق میں اضافہ ہی ہوتا گیا، یہاں تک کہ جلوت وخلوت میں بھی حضرت کے پاس رہنے لگے، اور فنا فی الشیخ ہوگئے، بلکہ یک جان دو قالب والا مسئلہ ہوگیا، حضرت شاہ صاحب کی ضروریات کو سمجھنے لگے اور حضرت شاہ صاحب کے احوال قلب پر وارد ہونے لگے، اور شیخ کی معرفت نصیب ہوگئی، مزید حضرت شاہ صاحب کی خدمت کرتے رہتے اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہتے، بعض مرتبہ دن میں چالیس پارے پڑھتے، حضرت شاہ صاحب نے منع فرمایا، تب بیس پچیس پارے پڑھنے لگے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں کہ ''حضرت حافظ صاحب ۶/ منٹ میں ایک پارہ پڑھا کرتے تھے'' یہ صحبت شیخ اور قرآن سے عشق، کثرت تلاوت اور تعلق مع اللہ کا نتیجہ تھا کہ وقت میں اس قدر برکت ہوتی کہ ۶/ منٹ میں ایک پارہ ختم ہوجاتا۔

اجازت وخلافت

جب حضرت حافظ صاحب نے سلوک وطریقت کے تمام منازل طے کرلئے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کو مکمل اعتماد ہوگیا، تو حضرت شاہ صاحب نے حضرت حافظ صاحب کو چاروں سلسلوں (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) میں خرقہ خلافت اور اجازت بیعت مرحمت فرمائی، مگر حضرت حافظ صاحب کسی کو بیعت نہ کرتے، حضرت شاہ صاحب بہت اصرار کرتے کہ لوگوں کو بیعت کرو، مگر پھر بھی نہ کرتے، یہاں تک حضرت شاہ صاحب نے حضرت حافظ صاحب کو یہ فرمایا کہ تم بیعت کرو! اگر بیعت نہیں کروگے، تو گنہگار ہوگے۔

سب سے پہلی بیعت

اس کے بعد حضرت ملا معز الدین (۱) جیت پور والے حضرت حافظ صاحب کو اپنے گاؤں جیت پور (ضلع انبالہ) لے گئے، اور حضرت حافظ صاحب کو مسجد میں بٹھا کر لوگوں کو جمع کیا، اور جیت پور کے سب لوگ حضرت حافظ صاحب سے بیعت ہوئے، گویا سب سے پہلی بیعت جیت پور سے شروع ہوئی، اس کے بعد حضرت حافظ صاحب بیعت کرنے لگے۔

حضرت شاہ صاحب کا آخری زمانہ

حافظ صاحب کا کپڑا پکڑنا اور بیعت کرانا

حضرت شاہ صاحب جب بہت ضعیف اور کمزور ہوگئے، اور لوگوں کا جم غفیر ہونے لگا، تو حضرت حافظ صاحب ہی حضرت شاہ صاحب کے حکم سے کپڑا پکڑتے اور سب کو توبہ اور بیعت کے کلمات کہلواتے بلکہ آخر میں تو حضرت حافظ عبدالرشید ہی عموماً بیعت کراتے تھے، اور ذکر سکھانے کے لیے بھی حضرت شاہ صاحب حضرت حافظ صاحب کو ہی فرماتے، چنانچہ حضرت حافظ صاحب لوگوں کو ذکر سکھلاتے۔

(۱) ملا معز الدین صاحب جیت پور کے رہنے والے اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کے خلیفہ تھے، حضرت شاہ صاحب نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ مقبول الٰہی ہیں، انہوں نے بہت زیادہ مجاہدے کئے تھے، حافظ صاحب نے فرمایا کہ یہ جنگلوں میں نوافل واذکار اور عبادات میں مشغول رہتے تھے، جیت پور ضلع یمنا نگر ہریانہ کا ایک موضع ہے، پوری زندگی حضرت حافظ صاحب کے ساتھ گزاردی، ۸/ستمبر ۱۹۹۷ء میں پیر کے روز انتقال ہوا۔

شاہ صاحب کے زمانے میں
حافظ صاحب کے دعوتی سفر

حضرت شاہ صاحب نے حضرت حافظ صاحب کو اپنی حیات ہی میں دعوتی اور تبلیغی اسفار پر بھیجنا شروع کر دیا تھا، چنانچہ حضرت حافظ صاحب نے حضرت شاہ صاحب کے حکم سے ہریانہ، پنجاب، ہماچل اور دہرہ دون کے بہت اسفار کئے، اور سب جگہ دعوت واصلاح اور بیعت وارشاد کا سلسلہ جاری رہا، سفر سے واپس آ کر حضرت شاہ صاحب کو سفر کی روداد سناتے اور کارگزاری بتلاتے، حضرت شاہ صاحب بہت خوش ہوتے اور دعائیں دیتے۔

پہاڑوں کے دعوتی سفر

حضرت حافظ صاحب مسطح اور زرخیز علاقوں کے علاوہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور تنگ راستوں کا بھی سفر کرتے تھے، جہاں پر گاڑی تو کیا پیادہ پا چلنا بھی بڑا مشکل ہے، پورے پورے دن پیدل چلتے، ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں جاتے، لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کو توبہ کراتے اور کلمہ طیبہ سکھاتے، نماز، روزے کا طریقہ بتلاتے، صحیح راستے پر لاتے اور ان کو سمجھا بجھا کر چھپر کی مسجد کی بنیاد ڈالتے، اس طرح وہ اللہ کا نام لینے والے بن جاتے، اور اپنے مسجود حقیقی کے آگے پنجوقتہ سربسجود ہوتے اور سچے مسلمان بن جاتے۔

پنجاب وہریانہ کے شمالی حصہ کا دورہ
اور لوگوں کے ایمان کی تجدید

حضرت حافظ صاحب نے ۱۹۴۷ء کے بعد اپنے شیخ کے حکم سے پنجاب اور ہریانہ کے شمالی حصہ کا دورہ فرمایا، جمنا سے لے کر چنڈی گڑھ تک تقریباً پچاسی گاؤں ہیں، جو پہاڑوں کی تلہٹی میں آباد ہیں، اور وہ تقسیم ہند کے موقع پر مرتد ہو گئے تھے، اور انہوں نے اپنے نام تک بدل دئے تھے، سروں پر چوٹے رکھنے شروع کر دئے تھے، ماشاء اللہ حضرت حافظ صاحب کی سعی بلیغ سے وہ لوگ دین حق میں واپس آ گئے، اور دوبارہ کلمہ پڑھ کر پھر ایمانی واسلامی زندگی سے شرف یاب ہوئے۔

مختلف مقامات کے دعوتی سفر

ہریانہ وپنجاب کی طرح حضرت حافظ صاحب نے ہماچل کے دور دراز مقامات کے بھی دورے کئے، ناہن، سرمور، شملہ میں خاص طور سے اسفار کئے، اسی طرح یوپی خاص طور سے دھرہ دون، سہارنپور، مظفرنگر، ہریدوار، میرٹھ اور بجنور وغیرہ میں بھی بہت سے سفر کئے، ایک ایک ہفتہ قیام فرماتے، سنیچر کی صبح جاتے اور جمعرات کی شام کو رائے پور واپس تشریف لاتے، ہر جگہ رجوع عام ہوتا، لوگ پروانہ وار جمع ہوتے، اور آپ کی بابرکت ذات سے استفادہ کرتے، اپنے گھروں پر لے جاتے، مسجدوں میں اکٹھے ہو کر ذکر واذکار اور وعظ ونصیحت کی مجلسیں منعقد کرتے، شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کا یہ شعر آپ پر صادق آتا ہے:

درویش خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر میرا نہ دلی، نہ صفاہاں، نہ سمرقند

بعض اسفار میں آپ کے دست مبارک پر ۲۴/۲۵ ہزار آدمیوں نے توبہ کی، اور ایک سفر میں تو لوگوں نے اندازہ لگایا کہ تقریباً چالیس ہزار آدمی تائب ہوئے، الغرض آپ کے دوروں اور اسفار کا مقصد دعوت دین، رجوع الی اللہ، دین کی بنیادی باتوں اور عقیدہ توحید کی دولت سے لوگوں کو روشناس کرانا تھا، جو دین سے بے راہ روی اختیار کئے ہوئے ہوتے، یا حالات کے آگے سرنگوں ہوگئے تھے، آپ کی زندگی کا دو تہائی حصہ اسفار پر ہی مشتمل ہے۔

حج بیت اللہ

حضرت حافظ صاحب نے ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں حجاز مقدس کا سفر کیا، اور بیت اللہ کی زیارت کی اور حج کا فریضہ انجام دیا، حج سے فراغت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے، تو روضہ اقدس پر برجستہ آپ کے ذہن میں ایک درود آیا، جس کو آپ نے پڑھا: "اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وأصحابہ وأھل بیتہ وازواجہ وذریاتہ أجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین" اس سے حضرت حافظ صاحب کے عشق رسول ومحبت رسول اور فنافی الرسول ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

زندگی کی مشغولیات وخصوصیات

آپ کی زندگی کی مشغولیات ہمہ وقت یہ رہتیں کہ اللہ کی بھٹکی ہوئی مخلوق صحیح راستے

پر آجائے، پریشان حالوں کی پریشانیاں دور ہوجائیں، اس لیے حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتے، اخبار اور ریڈیو کے ذریعہ خبریں سنتے اور مظلومین کے لیے دعا کرتے اور دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں پر نامساعد حالات آتے، تو آپ پریشان ہو جاتے اور اللہ کی طرف متوجہ ہوکر دعاء میں مشغول ہوجاتے، رائے پور کے زمانہ قیام میں مہمانوں کی آمد کا برابر سلسلہ رہتا، سب کو کھانا کھلاتے اور ہر وقت دسترخوان چلتا رہتا، اور سب مہمان شکم سیر ہوکر کھانا کھاتے، پانچوں نمازوں کے بعد دعاء کا بہت زیادہ اہتمام ہوتا، نمازوں کے اوقات کے علاوہ بھی جب وقت ملتا، اللہ کی طرف متوجہ ہوجاتے، اور دعاء میں مشغول ہوجاتے، اس طرح آپ مستجاب الدعوات ہوگئے تھے۔

توبہ کا بھی زیادہ اہتمام تھا، اکثر اوقات اللہ کی طرف متوجہ ہوکر توبہ کرتے، خاص کر نمازوں کے بعد تو توبہ اکثر کیا کرتے تھے، نیز ذکر میں بھی استغراق کی کیفیت طاری رہتی، ہر وقت زبان پر ذکر جاری رہتا، بلکہ رات میں سوتے وقت جب بھی آنکھ کھلتی اس وقت بھی زبان پر ذکر جاری ہوجاتا، باقی اوقات قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہتے، سفر میں بھی، حضر میں بھی تلاوت کلام پاک کا معمول تھا، دعاؤں میں مردوں کے لیے ایصال ثواب کا بہت معمول تھا، اور جس جگہ جاتے وہاں کے مردوں کو بھی پڑھ کر بخشنے کا معمول تھا، رمضان المبارک میں پوری کیفیت بدل جاتی، رمضان میں سفر بھی نہیں کرتے تھے، رات بھر عبادت کرتے، سونا بہت کم ہوتا تھا، فجر بعد سونے کا معمول تھا، آپ کے حالات ومشغولیات اور خصوصیات کو دیکھ کر زبان پر یہ شعر آتا ہے:

دل کا دریا نطق کی وادی میں بہہ سکتا نہیں
آدمی محسوس کر سکتا ہے کہہ سکتا نہیں

نصیحت وتربیت کا خاص انداز

حضرت حافظ صاحب نصیحت بھی ایک خاص انداز میں فرماتے، جو بہت جامع ہوتی، دل پر اس کا اثر ہوتا، بڑے سے بڑا متکبر بھی جب آپ سے ملتا اور آپ اس کو نصیحت فرماتے تو وہ بھی موم ہو جاتا، اور سر تسلیم خم کر دیتا، یہاں تک کہ لوگ اپنے گھریلو معاملات میں، خاندانی تنازعوں اور جھگڑوں میں بھی آپ کو حکم کی حیثیت سے لے جاتے، کیونکہ آپ کی نصیحت کا انداز اور سمجھانے کا طریقہ عجیب وغریب ہوتا۔

غیر مسلموں کے ساتھ رواداری

حضرت حافظ صاحب برادران وطن، ہندو بھائیوں اور غیر مسلموں کے ساتھ بھی حسن اخلاق، اعلی کردار اور اچھے انداز سے پیش آتے، بہت سے ہندو آپ سے مانوس ہوئے، اور جن کو اللہ تعالی نے توفیق دی وہ آپ کی سعی سے مشرف بہ اسلام بھی ہوئے۔

جنات سے تعلق

حضرت حافظ صاحب کا جنات سے بھی تعلق تھا، بہت سے جنات کا آپ سے اصلاحی وروحانی تعلق تھا، اور وہ آپ سے بیعت تھے، اسفار میں بھی بہت سے جن

خدام آپ کے ساتھ رہتے تھے، آپ ان کے زندوں اور مردوں کے لیے بہت دعائیں کرتے تھے، جس کی وجہ سے جنات آپ کا بہت لحاظ کرتے تھے۔

گھر والوں کے ساتھ آپ کا معاملہ

حضرت حافظ صاحب آخر عمر تک اپنے گھر والوں، اولاد، پوتوں کے حقوق ادا کرتے رہے، ان کے نان ونفقہ کا بھی خاص خیال فرماتے رہتے تھے، حالانکہ آپ کے ذمہ ان کے حقوق نہیں تھے مگر استحساناً آپ سب کی ضروریات پوری کرتے۔

محبت الٰہی ومحبت رسول اور عشق صحابہ

اولیا اللہ محبت الٰہی اور یاد الٰہی میں ہر وقت محو رہتے ہیں، چنانچہ حضرت حافظ صاحب بھی عشق الٰہی اور محبت الٰہی میں سرشار تھے بلکہ محبت الٰہی کے دیوانے تھے، حضرت حافظ صاحب نے محبت الٰہی میں اپنے آپ کو مٹا دیا تھا، اور اس کو تعلیماً یوں ارشاد فرماتے تھے:

جب خودی اپنی مٹائی تب خدا مجھ کو ملا
پھر تو زندہ کر دیا مجھ کو عشق فنا فی اللہ نے

اسی طریقہ سے ان کے اندر عشق رسول بھی بدرجہ اتم موجود تھا، اس کا اندازہ آپ کی اتباع سنت پر مداومت، کثرت درود اور آپ کی دعاؤں سے ہوسکتا ہے، ایسے ہی آپ ؐ کے جانثار صحابہ سے بھرپور عشق تھا، اسی طرح اپنے مشائخ اور اکابر سے بھی بھرپور تعلق تھا، اور ان کے لیے خاص دعاؤں کا اہتمام فرماتے تھے۔

راقم پر حضرت کی شفقتیں

۱۹۹۲ء میں جب راقم مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور میں پڑھتا تھا، عصر کی نماز بعد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کے مزار پر ایصال ثواب کے لیے جاتا تھا، تو دوسرے طلبہ کی دیکھا دیکھی راستے میں حضرت حافظ صاحب سے بھی ملنے لگا، ملاقات و مصافحہ کرتا، حضرت حافظ صاحب بھی شفقت فرمانے لگے اور دعائیں دینے لگے کہ ''اللہ تمہیں اپنے مقبول بندوں میں بنالے'' پھر روزانہ آمد ورفت ہوگئی، حضرت کو نمازیں بھی پڑھانے لگا اور جمعہ کے روز آنے والے زائرین اور ضرورت مندوں کے لیے تعویذ بھی لکھنے لگا اور پھر چھٹی کے موقع پر حضرت کے ساتھ سفروں میں بھی جانے لگا۔

شاملی، کیرانہ، کھرگان کے ایک سفر سے واپسی پر حضرت سے ۱۵ر شعبان ۱۴۱۳ھ کو بعد تہجد بیعت ہوا، بڑوت کے ایک سفر میں تقریر کرنے پر حضرت نے پابندی بھی لگا دی تھی، کہ ابھی تم اس قابل نہیں، ابھی تمہاری باتیں کھیل تماشہ ہونگی، جب اللہ اس قابل بنادے گا تو تمہاری ہر بات میں تاثیر ہوگی، چنانچہ پھر کبھی حضرت کے زمانہ میں تقریر نہیں کی (۱) رمضان میں کئی مرتبہ قرآن شریف سنانے کا بھی موقع ملا، اس طرح حضرت کی بہت شفقتیں اور عنایات اس نامہ سیاہ پر ہوگئیں، یہاں تک کہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں پڑھنے جانے کے لیے حضرت حافظ صاحب کی تائید و تقویت اور سفارش

(۱) اب اللہ تعالی کی توفیق اور اس کے فضل سے جو باتیں یا تقریریں ہوتی ہیں، وہ محفوظ ہو جاتی ہیں، اور بہت سی تقریریں چھپ چکی ہیں، مثلاً افکار دل ۳۰ر تقریریں، سیرت نبی اکرم، قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت، لڑکیوں کی اصلاح و تربیت وغیرہ اور بہت سی تقریریں محفوظ ہیں، جو طبع ہو رہی ہیں۔

کام آئی، وہ اس طرح کہ آپ نے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؒ کے نام خط لکھ دیا اور پھر حضرت مفکر اسلام کی عنایات و توجہات حاصل رہیں۔

غرضیکہ حضرت حافظ صاحب کا اس نامہ سیاہ کی زندگی کو بنانے میں بڑا کردار رہا ہے، راقم نے حضرت کی سیرت و سوانح پر ایک کتاب بھی ''حیات عبدالرشید'' کے نام سے لکھی، جس میں آپ کے حالات زندگی، دعوتی اسفار، صفات و کمالات، اصلاحی کارنامے، مدارس و مساجد کا قیام، واقعات و کرامات، ارشادات و ملفوظات، عملیات و مجربات، معاصرین کے تأثرات کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے، اللہ تعالی آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے، اور راقم آثم کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالے۔

اوصاف و خصائل

حضرت حافظ صاحب سنت کا بہت اہتمام کرتے تھے، اور زندگی کے ہر شعبہ میں سنت کو ہی دیکھنا چاہتے تھے، اور اس پر خود عامل تھے، اور دوسروں کو سنت پر کاربند رہنے کی تاکید کرتے تھے، ہمیشہ باوضو رہنے کا اہتمام فرماتے، اخیر عمر تک نوافل اور تہجد کا اہتمام فرمایا، جود و سخاوت جیسا کہ آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، اس میں بلا امتیاز مذاہب مسلم و غیر مسلم سب کی مدد کرتے اور اپنی سخاوت کے جوہر دکھاتے، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کا معاملہ فرماتے، یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ بھی محبت و ہمدردی کا معاملہ فرماتے اور اس کو پسند فرماتے، زہد و تقوی اور توکل، عاجزی اور انکساری، تواضع، محبت و شفقت، طلبہ اور بچوں سے محبت

والفت میں اپنی مثال آپ تھے، غرضیکہ آپ اعلی اخلاق وکردار، عادات وخصائل، ورع وتقوی اور علم وعمل کے جامع، صاحب نسبت ومعرفت اور منبع فضل وکمال تھے، بلکہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے۔

اصلاحی ودینی کارنامے

اول تو آپ نے ۱۹۴۷ء میں ہریانہ میں مرتد ہونے والے ۸۵/ گاؤوں کے لوگوں کو دوبارہ ایمان میں داخل کیا، اوران کے عقائد درست کئے۔

دوسرے بیعت وارشاد اور اصلاح وتربیت کا ایسا بازار گرم کیا جس سے ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کی اصلاح وتربیت ہوئی، ان کے ایمان درست ہوئے۔

تیسرے آپ نے ایسے علاقوں میں جہاں ہندوانہ رسم ورواج، باطل عقائد اوردین سے دوری کا دور دورہ تھا، وہاں احیاء سنت کا فریضہ انجام دیا، بدعات وخرافات، رسم ورواج کا سد باب کیا، خاص طور سے دیہات اور ناہن ہماچل وغیرہ میں اس باب میں آپ نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔

چوتھے اللہ تعالی کی خاص توفیق اور ایمانی جذبہ اور اصلاح وتربیت کے مخصوص انداز سے بہت سے غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کیا، اوران کو اسلامی طریقہ پر زندگی گزارنے کا سلیقہ بتلایا۔

پانچویں آپ نے ہریانہ، پنجاب وہماچل اور دہرہ دون وغیرہ میں ۴۴/ مساجد تعمیر کرائیں، اور بکثرت مدارس قائم کئے اور آخیر عمر تک ان مدارس ومکاتب کی سرپرستی فرماتے رہے، نیز آپ نے اپنے اس بابرکت کام کی باگ ڈور سنبھالنے کے

لیے جو آپ کی زندگی کا مشغلہ اور وظیفہ رہا ہے، ایسے افراد تیار کئے جو اس کو بحسن وخوبی انجام دے سکیں، ایسے افراد کی تعداد ۲۴/ رہے۔

علالت اور وفات

اخیر زمانے میں کچھ نہ کچھ تو بڑھاپے کی وجہ سے مرض ہو ہی جاتا ہے، حضرت حافظ صاحب کو شوگر وغیرہ تھی، ضعف تھا اور کمزوری تھی، اس لیے جب ۱۴۱۶ھ کا رمضان شروع ہوا، حافظ محفوظ عالم صاحب عالم پوری (مدرس مدرسہ فیض ہدایت در گلزار رحیمی خانقاہ رائے پور) قرآن شریف سنانے لگے، طبیعت کی خرابی کی وجہ سے حضرت پہلا روزہ نہ رکھ سکے تھے، دوسرا اور تیسرا اچھی حالت میں رکھا، مرض وفات کی رات میں حافظ محفوظ صاحب نے ۲/ پارے سنائے، حضرت حافظ صاحب نے ان کو فرمایا ''پڑھالے جتنا تیری مرضی ہو'' اسی رات آپ بڑا لطف لے کر یہ شعر بار بار پڑھ رہے تھے:

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتے ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ایک دوسرا شعر جو زبان پر جاری تھا:

روح میری تن سے جب آزاد ہو
لب پہ کلمہ دل میں تیری یاد ہو

۴/ رمضان ۱۴۱۶ھ کی جمعرات کی شب میں تقریباً گیارہ بجے آپ نے جو آخری بات فرمائی، وہ یہ ہے: ''ولی کی صفت یہ ہوتی ہے کہ اگر اس سے کوئی سوال

کرے کہ تیرا کیا مقام ہے، تو وہ حلف اٹھا کے کہہ سکتا ہے کہ دنیا کا سب سے بدترین انسان میں ہوں‘‘۔

۲۵؍جنوری ۱۹۹۶ء جمعرات کی شب میں سحری کے وقت حسب معمول خدام کو اٹھایا، اور گھر والوں کو اٹھانے کے لیے فرمایا، اس کے بعد پیشاب کے لیے خادم نے حضرت کو استنجا خانہ میں بٹھایا کہ بے ہوش ہوگئے اور پھر ہوش نہ آیا، اس کے بعد طبی جدوجہد شروع کی گئی، مگر:

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بالآخر حضرت حافظ صاحب ۸۶؍سال تک روحانی غذا پہنچا کر ۷؍رمضان ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۸؍جنوری ۱۹۹۶ء اتوار کی شب میں تقریباً ۹؍بج کر ۴۵؍منٹ پر پرانکر ہاسپٹل سہارنپور میں ملک جاودانی کی طرف کوچ فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون

اگلے دن بعد نماز ظہر خانقاہ میں حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خانقاہ کے قبرستان میں مسجد سے شمال کی جانب اپنے والد ماجد کے جوار میں مدفون ہوئے۔

باقیات الصالحات

باقیات الصالحات میں آپ نے چار لڑکے اور ایک لڑکی، چودہ پوتے، چھ پوتیاں، دونواسے، ایک نواسی، اور دس پڑپوتے پانچ پڑپوتیاں، تین پڑنواسے اور چھ پڑنواسیاں چھوڑیں، جن کی کل تعداد باون تک پہنچتی ہے (اب ان میں اور اضافہ ہوگیا ہے)۔

چار لڑکوں میں سے بڑے حافظ احمد سعید ہیں، جن کی پیدائش اپریل ۱۹۳۳ء میں

ہوئی، صوم وصلاۃ، ذکر وتلاوت کے پابند ہیں۔

دوسرے صاحبزادے مسعود احمد صاحب ہیں، جن کی ولادت ایک اندازہ کے مطابق ۱۹۳۷ء میں ہوئی، یہ گھر کا کاروبار کرتے ہیں۔

تیسرے صاحبزادے مقبول احمد صاحب ہیں جو غالباً ۴۲-۱۹۴۱ء میں پیدا ہوئے، انہوں نے ۱۹۷۰ء میں دہرہ دون کے D.A.V کالج سے بی، اے کیا، اس کے بعد آپ قصبہ رائے پور کے تین مرتبہ پردھان بھی منتخب ہوئے، ان کی طبیعت میں نیکی اور صلاح تھی، ۱۸؍مارچ ۲۰۱۲ء بروز اتوار کی شب میں ان کا انتقال ہوگیا۔

چوتھے صاحبزادے محبوب احمد ہیں، جن کا سن پیدائش ۱۹۴۶ء بتایا گیا ہے، وہ کاشتکاری وغیرہ کرتے ہیں۔

ایک صاحبزادی جس کا نام میمونہ بیگم ہے، ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئیں، سکروڈہ ضلع ہریدوار میں ان کی شادی ہوئی، بڑی نیک صالح عورت ہے، خاموش طبیعت، صبر وضبط میں اپنی مثال آپ ہیں۔

اسی طرح درجنوں احفاد واسباط ہیں، جن میں خاص طور سے دو قابل ذکر ہیں، ایک ڈاکٹر شفیق احمد صاحب جو حافظ احمد سعید کے بڑے صاحبزادے ہیں، جن کی ولادت ۱۹۵۶ء میں ہوئی، انہوں نے دینی اور عصری علوم کی تکمیل کے بعد ۱۹۸۲ء میں مطب قائم کیا، جس میں انہوں نے مخلوق خدا کی بے لوث خدمات انجام دی ہیں، اور ۱۹۸۶ء میں رحیمیہ چلڈرنس اکیڈمی کے نام سے ایک اسکول قائم کیا، جس کا مقصد طلبہ کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے روشناس کرانا ہے، آپ میں قوم کی خدمت اور اس کی رہنمائی کرنے کا جذبہ ہے، حضرت حافظ صاحب کی آپ

پر خصوصی توجہ رہی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آپ حضرت کی وفات کے بعد جانشین منتخب ہوئے، اطال اللہ بقاءہ

دوسرے ڈاکٹر صاحب کے چھوٹے بھائی الحاج عتیق احمد صاحب ہیں، جو ۲۴؍ اگست ۱۹۵۹ء میں پیدا ہوئے، آپ نے بھی دینی اور عصری تعلیم کے مکمل ہونے کے بعد ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۲ء سے اپنے آپ کو مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور کے لیے وقف کر دیا، اور رحیمیہ چلڈرنس اکیڈمی کو بھی اپنے وجود اور عمل سے زینت بخشی، جس سے اس کی کامیابی اور ترقی میں چار چاند لگ گئے، آپ کو بھی حضرت حافظ صاحب نے خرقہ خلافت کی دولت سے نوازا ہے، آپ کے ذکر میں اتنی حلاوت ہے کہ پاس بیٹھ کر ذکر کرنے والا بجائے خود ذکر کرنے کے آپ کے ذکر پر گوش بر آواز ہو جاتا ہے، اور اس کو بھی ذکر کی چاشنی اور لذت کا احساس ہونے لگتا ہے۔

نیز حضرت حافظ صاحب نے باقیات الصالحات میں مریدین خاص کا بھی ایک حلقہ چھوڑا ہے، اللہ تعالی آپ کی اولاد، احفاد و اسباط، مریدین و متعلقین اور خلفائے کرام کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور سب کو آپ کے کام میں حصہ لینے اور اس کو پھیلانے اور عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، جو آپ کی مبارک حیات کا مشغلہ خاص رہا ہے۔

معاصرین کے تأثرات

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

رقم طراز ہیں: ''حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری باکمال شخصیتوں میں سے ہیں، وہ داعی الی اللہ، ناشر رشد و ہدایت اور ضلالت وارتداد عن الاسلام کی

سرزمین میں ایک شمع فروزاں اور ایک بلند و بالا منارہ نور کی حیثیت رکھتے تھے، جن کے اخلاص و درد اور سرگرمی و تندہی بلکہ مجاہدہ و قربانی کی برکت سے ہزاروں انسان جو دین حق کی دولت و نعمت سے محروم ہو گئے تھے اور انہوں نے ارتداد اختیار کر لیا تھا اور ان کی صورت و سیرت سب بدل چکی تھی، دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، کثیر التعداد مسجدیں جو منہدم ہو گئی تھیں، دوبارہ ان کی تعمیر عمل میں آئی اور وہ آباد ہوئیں، مسلمانوں کی اس نسل کی (جس نے ارتداد کا راستہ اختیار کیا تھا، پھر اسلام کی طرف بازگشت ہوئی تھی) نئی نسل ارتداد کے خطرے سے محفوظ ہوئی، اس کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام ہوا، بڑی تعداد میں مدارس و مکاتب قائم ہوئے۔

حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری نے اذکار و اشغال، ترقیات روحانی اور مدارج سلوک و قرب طے کرنے کے ساتھ (دعوتی و تبلیغی دوروں کو) اپنی زندگی کا سب سے بڑا مشن، تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور وقت کا فریضہ سمجھا، انہوں نے ہریانہ، پنجاب اور ہماچل کے مسلسل دورے کیے، بعض مرتبہ مسلسل تین تین ماہ دورے پر رہے، اور لوگوں کے ایمان کی تجدید کی، جمنا سے لے کر چنڈی گڈھ تک اور ان گاؤں میں جو پہاڑوں کے تلہٹی میں آباد ہیں اور جس میں ہماچل کا دکھنی حصہ بھی شامل ہے، ان میں یوپی کے سفر بھی شامل ہیں، آپ کی دعوتی جدوجہد کا مرکز بنے، ہر جگہ رجوع عام دیکھنے میں آیا''۔

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

تحریر فرماتے ہیں: ''اس روحانی مرکز کے شان دار دور کا آخری حصہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہ کے دم قدم سے جاری رہا، ان سے فیض اٹھانے

والے اور ان کے خلفاء میں حافظ عبدالرشید صاحب بھی تھے، جنھوں نے اپنے شیخ سے استفادہ کیا، اور اپنے شیخ کی رحلت کے بعد فیض روحانی کے جاری رکھنے کا ذریعہ بنے اور بہت سوں کو فائدہ پہنچایا۔

موصوف ایک بہت نیک خصال، بزرگ طبیعت، دینی فیض رساں شخص تھے، ان کی ذات بابرکت سے لوگوں کو دینی جذبہ ملتا تھا، اور ان کے فیضِ صحبت سے فائدہ اٹھاتے تھے، متواضع صفت، خاموش طبیعت اور ذکر وشغل روحانی میں مشغول رہتے تھے، ان سے واقفیت رکھنے والوں کو ان سے بہت تعلق تھا، اور وہ بھی سب سے محبت وشفقت کا برتاؤ کرتے تھے، رائے پور کی یہ خصوصیت رہی کہ یکے بعد دیگرے وہاں دینی فضا قائم رکھنے والے حضرات کا تسلسل رہا، حضرت حافظ عبدالرشید صاحب اسی سلسلہ کی ایک برگزیدہ کڑی تھے، لیکن اس جہاں فانی سے ہر شخص کو ایک نہ ایک دن رخصت ہونا یقینی امر ہوتا ہے، چنانچہ حافظ عبدالرشید صاحب نے بھی بالآخر اپنی جان جاں آفرین کو پیش کردی، اور اپنے متوسلین ومحبین کے لیے صدمہ چھوڑ گئے، اللہ تعالی ان کو اپنے اعلی علیین میں جگہ دے اور ان کی وفات سے رائے پور میں جو خلا ہوا، اس کو پر کرنے کا انتظام فرمائے''۔

داعی الی اللہ حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

تحریر فرماتے ہیں: ''اسی بندہ خدا (حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری) سے (جس نے نہ جانے کتنے نفوس کو پاکیزہ، کتنی روحوں کو بے تاب بلکہ سیماب اور کتنے دلوں کو مضطرب وبے چین بنا دیا تھا) وابستہ اور دست گرفتہ ایک ایسی شخصیت تھی جو خود رائے پور کے باشندے اور اس خطے کے بزرگوں کی نسبت وتعلق

سے پہلے سے مالا مال تھے (حضرت حافظ عبدالرشید تھے)، اگرچہ خود وہ اصطلاحی عالم نہیں تھے؛ لیکن علمائے ربانی کی صحبت اور فیض سے عالم گر ہو گئے تھے، کیونکہ ان کو اپنے شیخ ومربی حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے وہ کیفیت قلبی وہ بے چینی اور امت کے حال پر شفقت، افراد امت کی اصلاح کی فکر اور تڑپ کی وہ نسبت حاصل ہوئی جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص اور ادائے ممتاز ہے، اسی نے ان کو پہاڑوں، جنگلوں اور دشوار گزار وادیوں میں پھرایا، ارتداد سے متاثر علاقوں میں جان کو جوکھم میں ڈال کر گھمایا، روٹھے ہوئے بندوں کو اللہ سے تعلق پیدا کرنے کا سبق دیا، نہ جانے کتنے بندگان خدا اللہ کے اس نیک بندے کے ذریعہ اللہ تک پہنچے اور ان کو ہدایت نصیب ہوئی، اللہ تعالی ان کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

راقم سطور کو بھی حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف کئی مرتبہ حاصل ہوا، اور دعا کی درخواست کی سعادت نصیب ہوئی، پہلی مرتبہ جد بزرگوار مخدوم گرامی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے ہم راہ رائے پور حاضری کے موقع پر، مسجد میں جمعہ کے دن اچھا خاصا مجمع تھا کہ اچانک ایک سفید ریش بزرگ داخل ہوئے، چند لوگ ہم راہ تھے، چہرے سے ریاضت، جفاکشی، تواضع وبے نفسی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے، مسجد میں داخل ہوتے ہی جوتے اپنے ہاتھ میں اٹھا لئے اور مسجد کے ایک کونے میں جا بیٹھے، اس کے بعد بھی زیارت کے مواقع میسر آئے، حاضر باش حضرات نے بھی بیان کیا، اور ہر مرتبہ جس چیز نے متوجہ کیا وہ حضرت کی بے نفسی، بے چینی، فکرمندی، استغنا اور اخفائے حال تھا، جو خانقاہ رائے پور کی خاص سوغات اور شان امتیازی رہا ہے۔

حضرت صوفی انیس احمد صاحب اعظمیؒ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے خاص لوگوں میں سے تھے وہ فرماتے ہیں کہ: ’’حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کے ساتھ میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کے زمانے میں چھ مہینے رہا ہوں، میں نے اہل رائے پور میں حضرت حافظ صاحب سے زیادہ فیض اٹھانے والا کسی کو نہیں پایا، انھوں نے بہت خدمات کی ہیں، مگر ان کا مقصد حضرت شاہ صاحب کو فائدہ پہنچانا تھا، خود کوئی غرض نہیں تھی اور حضرت شاہ صاحب بھی ان کو جان بوجھ کر ایسی چیزوں سے محروم رکھتے تھے‘‘۔

صوفی انیس احمد صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت حافظ صاحب کو کشف بھی غالباً بہت زیادہ ہوتا تھا، اور میں نے ان سے زیادہ صبر وضبط اور تحمل کسی میں نہیں دیکھا، وہ مجھ کو بھی کہتے تھے کہ ’’باؤلے جھیل جا اس سے درجہ بلند ہوں، وہ خود غرض نہیں تھے، محض اللہ کے لیے کام کرتے تھے، اللہ نے ان سے بہت کام لئے، ان کو تعلق مع اللہ بہت تھا‘‘۔

مفسر قرآن حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی

فرماتے ہیں کہ: ’’حضرت اقدس (مولانا شاہ عبدالقادر صاحب) کے یہاں ان (حضرت حافظ صاحب) کو ہمیشہ دیکھا، نہایت خاموش، کم گو اور اپنے کام سے کام رکھنے والے تھے، اور عموماً اپنی روحانی کیفیات اور سلسلۂ سلوک وتربیت کی اپنی کیفیات اور مراحل کا بھی ہم لوگوں سے بلکہ وہاں (خانقاہ رائے پور میں) سبھی حاضر باش افراد سے بہت کم تذکرہ کرتے تھے، البتہ ان کی ایک خاص ادا اور حضرت کی خدمت کا انداز یہ تھا کہ وہ حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے کئی کئی گھنٹے حضرت (شاہ

صاحب) کے ہاتھ پاؤں بازو اور ٹانگیں سہلاتے رہتے تھے، کیونکہ حضرت کو دوران خون کی کمی کا عارضہ تھا، اس لیے ڈاکٹروں اور معالجوں کی ہدایت تھی کہ حضرت کے ہاتھ پاؤں مستقل سہلائے جائیں، اس خدمت کو وہ بہت اچھی اور قابل رشک انداز میں انجام دیتے تھے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ مختلف کمالات کے جامع اور بہت پاکیزہ طینت تھے‘‘۔

ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسار پوری

فرماتے ہیں کہ: ’’حضرت الحاج الحافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری جو حضرت اقدس قطب الاقطاب شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ ومجاز ہیں، اور حضرت اقدس کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں، عرصہ دراز تک حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں مشغول ومصروف رہے، اور آپ کے فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے۔

احقر اپنے بچپن سے ہی اوصاف حمیدہ اور کمالات عالیہ کا مشاہدہ کرتا رہا ہے، چونکہ حضرت حافظ صاحب ہمارے والد صاحب حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی قریبی دوستوں اور محبین میں سے تھے، حق تعالیٰ جل شانہ نے عجیب اخلاق حمیدہ سے نوازا ہے، خوش اخلاقی، خوش مزاجی، خوش لباسی، فرشتہ صورت، فرشتہ سیرت اور غریب وامیر، عالم وجاہل، شہری ودیہاتی غرضیکہ ہر کس وناکس سے اس طرح ملتے تھے گویا کہ پہلے سے شناسا ہیں، یہ سب صفات اور اثر ہے اتباع سنت اور اسوۂ رسول کا، بہر حال حضرت اقدس کی صحبت بابرکت سے حق تعالیٰ نے بیحد نوازا تھا (آخری عمر تک) باوجود ضعف اور کمزوری کے آپ کے تبلیغی، دعوتی

سفر دور دراز کے علاقوں میں مسلسل ہوتے رہتے تھے، عوام وخواص آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے تھے۔

مشرقی پنجاب جو آج کل ہریانہ پنجاب ہے، جہاں پر سن سینتالیس کے پرآشوب دور میں مسلمان ارتداد کی شکل اختیار کر چکے تھے، آپ کے بار بار دوروں کے اثر سے دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے اور وہاں پر مدارس ومساجد کا اہتمام کیا اور ان کو آباد کیا، نیز آپ ہی کی ایسی شخصیت تھی جو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے پاکستان کے آخری دو تین سفروں کے وقت تقریباً پورے علاقہ، قرب وجوار، دور دراز کے مسلمانوں کی امیدوں کا سہارا اور پیشوا اور مقتداء جن کی زیارت کو لوگ آخری زیارت ہی سمجھتے تھے، پورا علاقہ اور انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر رائے پور کی پوری خانقاہ و پورا باغ اور اس کے آس پاس کا علاقہ حتی کہ سڑک تک لاکھوں بندگان خدا زیارت ودیدار کے لیے جمع ہوتے تھے، کسی کو یہ جرأت ومجال نہ ہوتی تھی کہ حضرت اقدس کی زیارت کرا سکے، صرف اور صرف یہ مرد خدا یعنی حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کی ذات گرامی تھی جو بار بار حضرت اقدس کی خدمت میں جا کر عرض کرتے کہ حضرت لاکھوں بندگان خدا زیارت کے متمنی ہیں، چنانچہ حضرت اقدس کی چارپائی زیارت کے لیے باہر صحن میں لائی جاتی، اسی طرح بار بار کیا جاتا اور مجمع زیارت ودیدار سے سیراب ہو کر واپس ہوتا۔

بہرحال حق تعالی شانہ نے آپ کو بہترین اخلاق حسنہ سے نوازا تھا، اور کیوں نہ ہو، اس لیے کہ ایسے شیخ کامل کی صحبت کے اثرات ہیں کہ عرصہ دراز تک جن کی خدمت بابرکت میں رہنے اور فیض روحانی حاصل کرنے کا موقع ملا ہے۔

خود فرماتے تھے کہ مجھ کو قرآن پاک پوری طرح یاد اور محفوظ نہیں تھا، مگر حضرت اقدس کی صحبت کی برکت سے تلاوت کی توفیق ہوئی اور آپ کی خدمت بابرکت کا ایسا اثر ہوا کہ پندرہ بیس سپارے بآسانی آپ کی خدمت کرتا ہوا، کمر سہلاتا ہوا پڑھ لیتا تھا۔

عملیات قرآنی، مجربات رشیدی

عوام کے فائدے کے لیے یہاں پر حضرت حافظ صاحب کے وہ عملیات قرآنی تحریر کئے جاتے ہیں، جو حضرت حافظ صاحب نے خود لکھوائے تھے اور جن سے ہزاروں لاکھوں روحانی اور جسمانی مریضوں نے فائدہ اٹھایا، یہ تمام عملیات قرآنی آیات سے ماخوذ ہیں۔

ایمان پر خاتمہ

ارشاد فرمایا کہ "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً، اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ" جو اس کو ہر نماز کے بعد پڑھے گا، وہ ایمان پر اٹھایا جائے گا۔

جنت میں حضور کی معیت

ارشاد فرمایا کہ "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَّحِيمٌ" کو ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوگا۔

گندے خیالات سے بچنے کیلئے

ارشاد فرمایا کہ "وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ" کو رات میں ایک سوایک مرتبہ باوضو ہو کر پڑھیں اور وضو بے وضو ہر وقت پڑھتے رہیں، انشاءاللہ خیالات باطلہ جاتے رہیں گے۔

پنج گانہ کے بعد پڑھنے کی سورتیں

ارشاد فرمایا کہ فجر کی نماز بعد سورہ یٰسین اور ظہر بعد انا فتحنا اور عصر بعد سورہ نبا (عم یتساءلون) مغرب کے بعد سورۂ واقعہ اور عشاء کی نماز بعد سورۂ ملک پڑھیں، پھر فرمایا کہ سورۂ ملک کہے گی، یا اللہ اس کے پڑھنے والے کو بخش دے، ورنہ مجھ کو اپنے کلام سے نکال دے۔

دس قرآن کا ثواب

یٰسین شریف کی چونکہ بہت فضیلتیں آئی ہیں، اس لیے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ یٰسین شریف پڑھنے سے دس قرآن کا ثواب ملتا ہے۔

چوری نہ ہونے کیلئے اگر ہو جائے تو......

اشاد فرمایا کہ "يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْفِي السَّمٰوٰتِ اَوْفِي الْاَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنْ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ" ایک سوایک مرتبہ روزانہ پڑھیں، انشاءاللہ چیز واپس ہو جائے گی، اور حفاظت کے لیے روزانہ

سات مرتبہ پڑھتے رہیں۔

دشمن کو مغلوب کرنے کیلئے

"رَبِّ اَنِّی مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" کی تین تسبیح عشاء کی نماز بعد دشمن کی صورت کا غلبہ کے ساتھ تصور کر کے پڑھیں، انشاء اللہ دشمن مغلوب ہو جائے گا، اور اس پر رعب طاری کرنے کے لیے غصہ کی حالت میں پڑھی جائے گی۔

دشمن کے شر سے بچنے کے لیے

"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" عشاء کی نماز بعد ایک سوایک مرتبہ باوضو پڑھتے رہیں اور "نُحُوْرِهِمْ" اور "شُرُوْرِهِمْ" پر دشمن کی صورت کا خیال لاتے رہیں، انشاءاللہ کامیابی ہوگی، اگر دشمن زائد ہوں تو اس کے ساتھ ساتھ وضو بے وضو ہر وقت پڑھتے رہیں۔

روزی کی برکت کے لیے

فجر کی سنتوں کے بعد فرض سے پہلے "اِذَا جَاءَ نَصْرُاللّٰهِ الخ بِسْمِ اللّٰهِ" کے ساتھ ۲۵ رمرتبہ پڑھیں، اور اول آخر درود شریف بھی پڑھیں، انشاءاللہ روزی میں برکت ہو جائے گی۔

پریشانی دور کرنے کے لیے

فجر کی سنتوں کے بعد سورہ فاتحہ مع بسم اللہ کے ایک سانس میں ۴۱ رمرتبہ پڑھیں، پریشانی دور ہو جائے گی، انشاءاللہ

قرض یا مقدمہ سے برائت کے لیے

قرض ہو یا مقدمہ یا اور کوئی پریشانی، چار رکعت نفل قضائے حاجت کی نیت سے پڑھیں، پہلی رکعت میں سورۂ کافرون، دوسری میں سورۂ اخلاص، تیسری میں سورہ فلق اور چوتھی میں سورۂ ناس پڑھیں، سلام پھیرنے کے بعد، ۷۰؍مرتبہ "یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ" پڑھیں، انشاءاللہ ہر پریشانی سے نجات ملے گی۔

جادو کے لیے خاص

"فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَاجِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ، اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَايُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ" سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کردیں، اور جس پر جادو ہو، اس کو جھاڑ بھی دیں، اور تعویذ بنا کر گلے میں ڈال دیں، تعویذ چھاتی پر رہے اور دم کیا ہوا پانی استعمال کریں، انشاءاللہ جادو جاتا رہے گا۔

آسیب اور اثرات کو ختم کرنے کیلئے

اول آخر درود شریف پڑھیں، پہلے سورہ فاتحہ پڑھیں، اس کے بعد الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ، مُفْلِحُوْنَ تک، پھر آیت الکرسی پھر "آمَنَ الرَّسُوْلُ" آخر سورہ تک، پھر "قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ" آخر تک، پھر "اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ" آخر تک، پھر "هُوَاللّٰهُ الَّذِىْ لَااِلٰهَ اِلَّاهُوَ" آخر تک، پھر "قُلْ اُوْحِىَ اِلَى شَطَطًا" تک، پھر "قُلْ يَااَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" سورہ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس پڑھیں اور آخر میں درود شریف پڑھ کر جہاں یا جس جگہ یا جس میں اثرات ہوں

پڑھ کر پھونک دیں، اور دم کردیں، یا پانی پر پڑھ کر دم کردیں، انشاءاللہ جادو، آسیب وغیرہ کا اثر جاتا رہے گا۔

صبح وشام کی تین تسبیحات

جن دعاؤں کی احادیث شریفہ میں کثرت سے فضیلتیں آئی ہیں، اور بے شمار اجور ودرجات کی بشارتیں دی گئی ہیں، ان میں سے بیحد ضروری تین تسبیحات ہیں، تمام اہل اللہ اپنے تعلق والوں کو یہ ضرور بتلاتے ہیں کہ ان کو کسی تنہائی کی جگہ بیٹھ کر اللہ تعالی کی عظمت کے ساتھ پڑھا جائے، صبح وشام میں دو وقت مقرر کرلئے جائیں۔

تیسرا کلمہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ .

سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو۔

استغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ.

یہ استغفار یا جو استغفار یاد ہو سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ.

یہ درود شریف یا نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے وہ سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو پڑھا جائے۔ (مسنون دعائیں صفحہ ۳۱؍۳۲)

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی

چند اہم تصانیف

سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی مختصر جھلک اور آپؐ کی پاکیزہ زندگی کے چند نمایاں پہلوامت کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کتاب مختصر مگر ضروری واہم معلومات پر مشتمل ہے، جس میں ۴۸/صفحات ہیں، قیمت صرف ۲۰/روپئے ہے۔

حیات عبدالرشیدؒ

یہ مغربی یوپی کی مشہور شخصیت، داعی الی اللہ، ناشر رشد وہدایت حضرت الحاج حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ (خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ) کی سوانح حیات ہے، جس میں حضرت حافظ صاحب کی زندگی کے حالات، دعوتی اسفار، صفات وکمالات، اصلاحی کارنامے، مدارس ومساجد کا قیام، واقعات وکرامات، ارشادات وملفوظات، عملیات ومجربات جیسے عناوین شامل ہیں، دعوتی کام کرنے والوں کیلئے خاصے کی چیز ہے، ۳۳۴/صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت صرف ۲۰۰/روپئے ہے۔

تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ

یہ کتاب حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کے حالات زندگی اور ان کی دعوتی واصلاحی خدمات اور مدارس ومساجد کے قیام، خصوصیات وملفوظات اور مکتوبات، معاصر مشائخ وخلفاء کے حالات پر ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، جو پہلی بار منظر عام پر آئی ہے، ۳۶۰/صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت صرف ۲۰۰/روپئے ہے۔

سیرت مولانا یحییٰ کاندھلویؒ

یہ کتاب شیخ العرب والعجم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ کے والدگرامی حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کی سوانح حیات ہے، جس میں ان کے خاندانی وآبائی بزرگوں کے حالات، ان کی تعلیم وتربیت، ان کے علمی کارنامے، ان کا تعلیمی وتربیتی طریقہ کار، خصوصیات وجذبات، ان کے معاصر مشائخ، ان کے مخصوص تلامذہ اوران کے باقیات الصالحات کے تفصیلی حالات ہیں، یہ کتاب ۳۱۲/صفحات پر مشتمل ہے، جس کی قیمت ۱۰۰/روپئے ہے۔

میری والدہ مرحومہ

اس کتاب میں راقم کی والدہ مرحومہ کی زندگی کے نقوش ومعمولات اور راقم کی تربیت کے واقعات، ان کی اولاد اور اہل تعلق کے تأثرات وجذبات اور حضرات علماء کرام کے تعزیتی خطوط ہیں، یہ کتاب ۸۶/صفحات پر مشتمل ہے، جس کی قیمت صرف ۲۰/روپئے ہے۔

مختصر تجوید القرآن

یہ کتاب تجوید پڑھنے والے طلبہ کیلئے نہایت آسان اور مفید ہے، جو ہندوستان وپاکستان کے تجوید وقرأت کے بہت سے مدارس میں داخل نصاب ہے، اس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں، اکابر کی پسندیدہ کتاب ہے، ۶۴/صفحات پر مشتمل ہے، جس کی قیمت ۱۰/روپئے ہے۔

افکار دل

اس کتاب میں ۳۰/انمول تقریریں ہیں، جن کو پڑھ کر اور سن کر انسان اپنی زندگی میں تبدیلی لاسکتا ہے، موجودہ حالات کے تناظر میں قرآن وحدیث کی روشنی میں زندگی میں جلا بخشنے والے روح پرور مضامین ہیں، جن سے زندگی میں تازگی اور سرور محسوس ہوتا ہے، کتاب ۴۶۰/صفحات پر مشتمل ہے، جس قیمت صرف ۲۰۰/روپئے ہے۔

مدارس کا نظام تحلیل وتجزیہ

خوابیدہ ماحول اور واہ واہی کے اس دور میں بلا کم وکاست اور بلا کسی رورعایت کے مدارس اسلامیہ کی تعلیم وتربیت، علماء اور ائمہ اور مبلغین کے فرائض کی ادائیگی میں پیدا شدہ غفلتوں پر اس کتاب کا ہر مضمون نصیحت آمیز تازیانہ اور ایک خوشبودار کنول کی حیثیت رکھتا ہے، جو اس پرفتن دور میں کھل کر آیا ہے، بلاشبہ مدارس، مکاتب، مساجد ومراکز کے نظام اور ماحول میں اس کتاب کے مطالعہ سے بہتری اور عمدگی لائی جاسکتی ہے، کتاب کی ضخامت ۱۲۰/صفحات اور قیمت صرف ۳۰/روپئے ہے۔

رہنمائے سلوک وطریقت

یہ کتاب سلوک وطریقت کے سالکین کے لئے بہت مفید ہے، جس میں تصوف اور اس کی اصل، اللہ والوں سے تعلق اور سلوک وطریقت کے اصول اور اخلاق حمیدہ واخلاق رذیلہ اور سلاسل اربعہ کی خصوصیات وتعلیمات پر سیر حاصل بحث کی ہے، ۶۴/صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت ۱۵/روپئے ہے۔

چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید (دوسرا ایڈیشن)

اس کتاب میں انیس بزرگوں کے حالات ہیں جن کی زندگیاں علمی ودینی خدمات میں گزری ہیں، اور جن کی زندگی کے حالات پڑھ کر خود اپنی زندگی کو قابل تقلید بنایا جاسکتا ہے، یہ کتاب ۲۵۶/صفحات پر مشتمل ہے، جس کی قیمت ۷۰/روپئے ہے۔

مقالات ومشاہدات

اس کتاب میں ۲۷/مضامین شامل ہیں، جو مختلف وقتوں میں لکھے گئے تھے، جن میں مصنف نے اپنی دینی واصلاحی فکر کو دعوتی اور ادبی انداز میں پیش کیا ہے، یہ ایک اچھا علمی اور ادبی تحفہ ہے، اس کتاب میں ۲۴۸/صفحات ہیں جس کی قیمت ۶۰/روپئے ہے۔

مکتوبات اکابر

سماجی اور دینی تعلقات کی صورت میں ایک کو دوسرے سے ملاقات کرنے اور زندگی کے انفرادی یا دینی معاملات میں مشورہ کرنے اور مشورہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے، یہ ایک انسانی اور اہم ضرورت ہے، خط لکھنے والے ادیب ہوتے ہیں تو ان کے خطوط سے ادبی فائدہ بھی اٹھایا جاسکتا ہے، یہ ادب میں اس کی ایک قسم قرار پائی ہے، اس کتاب میں قریب کے زمانے کے ۲۰/بزرگوں کے خطوط ہیں، اس لئے یہ کتاب اکابرین کی دعاؤں کا بہترین مجموعہ ہے، جس کی قیمت صرف ۵۰/روپئے ہے، یہ کتاب ۱۴۸/صفحات پر مشتمل ہے۔

ملنے کا پتہ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، ضلع سہارنپور (یوپی)

Mob. 09719831058

E-mail: masood_azizinadwi@yahoo.co.in